www.KitaboSunnat.com

کتاب وحکمت

حافظ صلاح الدین یوسف

حضرت سلیمانؑ کی آزمائش اور اُن کے تخت پر 'جسد'؟

معاصر 'اِشراق' کی ایک تفسیری بحث کا جائزہ

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ، قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِيْ بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ﴾ (سورۂ ص:۳۴ تا ۳۶)

''اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا۔ کہا کہ اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو، تو بڑا ہی دینے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو اُن کے ماتحت کر دیا۔ وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے، نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی۔''

یہ آزمائش کیا تھی، کرسی پر ڈالا گیا جسم کس چیز کا تھا اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کی کوئی تفصیل قرآنِ کریم یا حدیث میں نہیں ملتی۔ البتہ بعض مفسرین نے صحیح حدیث سے ثابت ایک واقعہ کو اس پر چسپاں کیا ہے جو یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ کہا:

''میں آج کی رات اپنی تمام بیویوں سے (جن کی تعداد ۷۰ یا ۹۰ تھی) ہم بستری کروں گا تاکہ اُن سے شاہ سوار پیدا ہوں جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور اس پر إن شاء الله نہیں کہا (یعنی صرف اپنی ہی تدبیر پر سارا اِعتماد کیا) نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے ایک بیوی کے کوئی بیوی حاملہ نہیں ہوئی۔ اور حاملہ بیوی نے بھی جو بچہ جنا، وہ ناقص یعنی آدھا تھا۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر سلیمان إن شاء الله کہہ لیتے تو سب سے مجاہد پیدا ہوتے۔''
(صحیح بخاری: کتاب الانبیاء / صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الاستثناء)

اِن مفسرین کے خیال میں شاید إن شاء الله نہ کہنا یا صرف اپنی تدبیر پر اعتماد کرنا یہی فتنہ ہو، جس میں حضرت سلیمانؑ مبتلا ہوئے اور کرسی پر ڈالا جانے والا جسم یہی ناقص ُالخلقت بچہ ہو...... واللہ اعلم

اس واقعے کے بعد حضرت سلیمان نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ یا اللہ! مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔ اس دعا کا مطلب گویا یہ تھا کہ شاہ سواروں کی فوج پیدا ہونے کی آرزو تو تیری حکمت ومشیت کے تحت پوری نہیں ہوئی، لیکن اگر مجھے ایسی بااختیار بادشاہت عطا کر دے کہ ویسی بادشاہت میرے سوا یا میرے بعد کسی کے پاس نہ ہو، تو پھر اولاد کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ یہ دعا بھی

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے دین کے غلبے کے لیے ہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کی یہ دعا قبول کر لی اور ایسی بادشاہی عطا کی کہ جس میں ہوا بھی ان کے ماتحت تھی۔ یہاں ہوا کو نرمی سے چلنے والا بتایا ہے، جب کہ دوسرے مقام پر اسے تند و تیز کہا ہے (الانبیاء:۸۱) جس کا مطلب یہ ہے کہ ہوا پیدائشی قوت کے لحاظ سے تند ہے۔ لیکن سلیمان کے لیے اسے نرم کر دیا گیا، یا حسبِ ضرورت وہ کبھی تند ہوتی کبھی نرم، جس طرح حضرت سلیمانؑ چاہتے۔ (فتح القدیر)

بعض لوگوں نے عقل ودرایت کی رو سے اس واقعے پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک رات میں اتنی تعداد میں بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن ہم عرض کریں گے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ معجزات عطا فرماتا ہے۔ انہی معجزات میں ایک معجزہ قوتِ مردانگی بھی ہے، علاوہ ازیں ان کے اوقات میں برکت بھی ہے۔ اس اعتبار سے حضرت سلیمان کے واقعے کو عام انسانی معیار پر ماپنا اور پھر اسے عقل ودرایت کے خلاف باور کرانا یکسر غلط ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ اس نکتے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اس واقعے میں انبیاء علیہم السلام کی اس خصوصیت کا بیان بھی ہے جو قوتِ جماع کی صورت میں اُن کو عطا کی جاتی ہے جو اُن کی بنیادی صحت، قوتِ بارآوری اور کمالِ مردانگی پر دلالت کرتی ہے، حالانکہ انہیں عبادت اور علوم کے ساتھ بھی خصوصی اشتغال ہوتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو بھی یہ معجزہ اس سے زیادہ بلیغ انداز میں عطا کیا گیا تھا۔ آپ کا اپنے ربّ کی عبادت میں، علومِ ربانی میں اور مخلوق کی فلاح و بہبود میں اشتغال بہت زیادہ تھا، علاوہ ازیں آپ نہایت کم خور تھے جو کثرتِ جماع والے شخص کے لیے جسمانی کمزوری کا باعث ہے، اس کے باوجود آپ (بعض دفعہ) ایک ہی رات میں غسل واحد کے ساتھ اپنی گیارہ بیویوں کے ساتھ مباشرت فرما لیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے جو جتنا زیادہ متقی ہوتا ہے، اس کی جنسی قوت بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے......''
>
> (فتح الباری: ج ۶،ص ۵۶۳، طبع دار السلام، الریاض)

یہ بات تو اپنی جگہ صحیح ہے کہ حضرت سلیمان کا یہ واقعہ مباشرت حدیث میں آیتِ زیر بحث کی تفسیر کے طور پر بیان نہیں ہوا ہے۔ بہت سے مفسرین نے اپنی فہم کے مطابق اس آیت پر اس کا انطباق کیا ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ دیگر تاویلات وتوجیہات کے مقابلے میں جو بیشتر اسرائیلی روایات پر مبنی ہیں، یہ انطباق زیادہ صحیح ہے اور اِس سے اس آیت کی ایک معقول توجیہ سامنے آجاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

بعض قدیم مفسرین نے تو اس آیت کی تفسیر میں عجیب وغریب قصے بیان کئے ہی ہیں جو سرے سے شانِ نبوت ہی کے منافی ہیں، لیکن زمانۂ حال کے بعض جدید مفسرین نے بھی جن کو اپنی قرآن دانی کا بڑا دعویٰ ہے، اِس کی دوراَزکار تاویل میں جو گل کھلائے ہیں اور جو ندرت آفرینی کی ہے، اُس میں وہ قدیم

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسرین سے پیچھے نہیں رہے، بلکہ شاید گوئے سبقت ہی لے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب کی تاویل کا خلاصہ یہ ہے کہ

''حضرت سلیمانؑ کو یہ سخت امتحان پیش آیا کہ دشمنوں نے یورش کر کے ان کے بیشتر علاقے چھین لیے اور باقی علاقوں میں ایسی گڑ بڑ پھیلا دی کہ نظم حکومت عملاً بالکل درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ ان کی تاخت سے صرف مرکز بچا جس میں حضرت سلیمانؑ بالکل مجبور و محصور ہو کر رہ گئے ...... گویا وہ تخت پر ایک بالکل جسدِ بے جان بنا کر ڈال دیئے گئے۔ لفظ جَسَد یہاں بطورِ کنایہ حضرت سلیمان کی بے بسی اور ان کے غم و اَلم کی تصویر کے لیے استعمال ہوا ہے......'' (اشراق: اپریل ۱۹۹۹ء، ص ۴۵)

حالانکہ یہ تاویل قرآنی الفاظ سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ تو فرما رہا ہے کہ ہم نے اس کی کرسی (یعنی تخت) پر ایک دھڑ (جسم) ڈال دیا، ظاہر بات ہے کہ یہ دھڑ حضرت سلیمان سے الگ کوئی چیز ہے نہ کہ خود حضرت سلیمان کا وجودِ گرامی۔ اگر ایسا ہوتا تو ﴿اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا﴾ کی بجائے اَلْقَيْنَاهُ عَلَىٰ ...... کے الفاظ ہوتے۔ کیا اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان کی بے بسی کو واضح الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا تھا؟ کنایے کے طور پر بیان کرنا مقصود ہوتا تب بھی واضح تر الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کیا جاسکتا تھا۔ ان صاحب نے پھر اپنی اس رکیک تاویل اور فاسد توجیہ کو صحیح باور کرانے کے لیے حضرت سلیمان کی دعا میں تحریفِ معنوی کا بھی ارتکاب کیا:

حضرت سلیمان نے دعا کی تھی ''مجھے ایسی بادشاہی عطا کر جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو'' یعنی کسی کو ایسی شان و شوکت والی بادشاہی عطا نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور ہواؤں اور جنوں کو بھی ان کے تابع کر دیا گیا۔ لیکن اِن صاحب نے اس دعا کا مطلب یہ بیان کیا ہے

''میرے عدمِ استحقاق کے باوجود مجھے ایسی بادشاہی دے جس کے سزاوار اس طرح کے گناہ کے ساتھ دوسرے نہ ہوتے ہیں، نہ ہوں گے۔'' (تفسیر 'تدبرِ قرآن' : ج ۵، ص ۵۳۳)

ان کے نزدیک ...... ''اس دعا میں اصلی زور بادشاہی کی بے مثال عظمت و شوکت پر نہیں، بلکہ بلا استحقاق دیے جانے پر ہے کہ مجھے میرے گناہ کے باوجود بادشاہی دے، جب کہ میرے بعد کوئی اور اس کا سزاوار نہیں ٹھہرے گا۔'' (حوالہ مذکور)

اول تو اِن صاحب اور اِن کے خوانِ علم کی ریزہ چینوں سے پوچھا جائے کہ جب آپ حضرت سلیمان کا کوئی گناہ تسلیم ہی نہیں کرتے، بلکہ اسے اللہ کی طرف سے محض ایک آزمائش قرار دیتے ہیں، تو پھر یہاں گناہ کا حوالہ کیوں؟ ...... دوسرا یہ کہ اگر دعا کا مطلب صرف یہ ہے کہ مجھے بلا استحقاق بادشاہی دے، تو پھر دوسروں سے اس کی نفی کیوں؟ ...... کیا ایک پیغمبر کو یہ پتہ نہیں کہ اللہ کی نعمتیں استحقاق کے بغیر ہی ملتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ جن کو تخت و اقتدار سے بہرہ ور فرماتا ہے، کیا وہ عام انسانوں سے مختلف ہوتے ہیں؟

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اُن کا استحقاق دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے؟ ......کیا اللہ بادشاہتیں صرف استحقاق کی بنیاد پر ہی عطا فرماتا ہے؟ آخر اِن میں سے کون سی بات صحیح ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ استحقاق کے بغیر کسی کو بادشاہت سے سرفراز نہیں فرماتا یہ اس کا اَبدی اُصول ہے، پھر تو حضرت سلیمان کا یہ کہنا واقعی طور پر صحیح ہوسکتا ہے کہ یا اللہ! اگرچہ میں بادشاہت کا مستحق نہیں ہوں، لیکن بلا استحقاق مجھے تو یہ عطا فرمادے، البتہ آئندہ میرے بعد کسی کو یہ بلا استحقاق نہ دینا، لیکن اگر یہ اللہ کا اَبدی اصول نہیں ہے (اور یقیناً نہیں ہے) تو پھر ایک پیغمبر ایک بے معنی دعا کیوں کرسکتا ہے؟

اس لیے حضرت سلیمانؑ کی مذکورہ دعا کا یہ مطلب جو صاحب ِ'تدبر قرآن' نے بیان کیا، صریحاً قرآن کریم کی تحریف ِمعنوی ہے۔ اس دعا کا وہی مطلب ہے جو ظاہری الفاظ سے واضح ہے اور تمام مفسرین اُمت نے بھی وہی مطلب سمجھا ہے کہ اس میں حضرت سلیمان نے اپنے لیے ایسی بے مثال پُرعظمت وشوکت بادشاہت کا سوال کیا ہے جو آئندہ کسی کو نہ ملے۔ اور قرآنِ کریم کے بیان سے واضح ہے کہ اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم بادشاہت عطا فرمائی کہ ہوا اِن کے تابع تھی اور وہ ہوا کے دوش پر جہاں چاہتے، تشریف لے جاتے۔ جیسے آج کل ہوائی جہازوں پر سفر ہوتا ہے، حضرت سلیمان کو ہوا اللہ کے حکم سے اسی طرح اُڑا لے جاتی تھی۔ جنات جیسی سرکش مخلوق ان کے تابع تھی اور بہت زیادہ سرکشی کرنے والے جنات کو پابندِ سلاسل کرنے پر قادر تھے۔ وہ پرندوں کی بولیوں کو سمجھتے تھے اور پرندے اُن کے تابع فرمان تھے۔ کیا اختیارات کی یہ وسعت و بے پناہی اور عظمت وشوکت کی یہ فراوانی کسی اور بادشاہ یا صاحب ِاقتدار کو نصیب ہوئی ہے؟ صحیح احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

''گذشتہ رات کو ایک جن اچانک میرے پاس آدھمکا، تاکہ میری نماز خراب کردے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس پر قدرت عطا فرمادی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور میرا اِرادہ ہوا کہ میں اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھوں، تاکہ صبح کو تم سب اُسے دیکھ لو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آگئی کہ ''میرے ربّ! مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما، جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔'' چنانچہ میں نے اُس کو ذلیل وخوار کر کے چھوڑ دیا'' ...... دوسری روایت کے الفاظ ہیں

''اللہ نے اس کو ذلیل وخوار کر کے لوٹا دیا'' (صحیح بخاری: احادیث الانبیاء، وکتاب التفسیر سورۃ صٓ، رقم ۳۴۲۳، ۴۸۰۸ / صحیح مسلم: المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جواز لعن الشیطان رقم ۵۴۱)

صحیح مسلم میں ایک اور صحابی سے یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ

''رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں تجھ سے

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی پناہ مانگتا ہوں'' پھر آپ نے فرمایا'' میں تجھ پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں۔'' تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ اس طرح بڑھایا، گویا آپ کوئی چیز پکڑ رہے ہوں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو نماز میں ایسی بات کہتے ہوئے سنا جو اِس سے پہلے ہم نے آپ سے نہیں سنی اور آپ کو ہاتھ بڑھاتے ہوئے بھی دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ لے کر آیا تھا تا کہ اِسے میرے چہرے پر ڈال دے، تو میں نے کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، تین مرتبہ میں نے کہا پھر میں نے کہا: میں تجھ پر اللہ کی مکمل لعنت کے ساتھ لعنت کرتا ہوں۔ لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹا، میں نے تین مرتبہ لعنت کی پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمانؑ کی دعا نہ ہوتی، تو صبح اِس حال میں ہوتی کہ وہ بیڑیوں میں جکڑا ہوتا اور مدینے کے بچے اِس کے ساتھ کھیلتے۔ (صحیح مسلم: بابِ مذکور، رقم ۵۴۲)

ان احادیث میں بھی حضرت سلیمانؑ کی دعا کا وہی مطلب لیا گیا ہے جو مفسرین اُمت نے بیان کیا ہے۔ جو لوگ قرآن فہمی کے لئے احادیث کو بنیادی ماخذ ماننے کے لیے تیار نہیں، بلکہ ان کو احادیث کے مقابلے میں اپنے فہم و تدبر پر زیادہ ناز ہے، ان کی تفسیر اس قسم کی باطل تاویلات، فاسد توجیہات اور معنوی تحریفات سے پر ہیں، اور یوں وہ ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا کے مصداق ہیں۔ اُردو میں اس گمراہانہ تاویل و تحریف کا رستہ سب سے پہلے سر سید نے کھولا پھر چکڑالوی گروپ نے اِسے اختیار کیا، پھر پرویز اور اس کے ہم نواؤں نے اسے بامِ عروج پر پہنچایا، اور اب رہی سہی کسر غامدی فرقہ فکرِ فراہی کے نام پر پوری کر رہا ہے۔ تفسیر 'تدبرِ قرآن' اسی غلط روش پر مبنی تحکمانہ تفسیر کا شاہکار ہے جس میں جگہ جگہ صحیح احادیث سے اِعراض و انکار ہی نہیں ہے بلکہ ان کا استخفاف و استہزاء بھی ہے......!

جب منکرین حدیث کی طرح فکرِ فراہی کے نام پر انکار و استخفاف ہو گا تو نتیجہ بھی وہی نکلے گا جو انکارِ حدیث پر مبنی افکار و نظریات کا نکلا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ تخم حنظل بو کر لذیذ و شیریں پھلوں کی اُمید وابستہ کر لی جائے۔ جو بھی حنظل کے بیج بوئے گا، چاہے وہ کوئی بھی ہو، اشخاص و افراد سے قطع نظر اس سے وہی فصل تیار ہو گی جو بوئی گئی ہے۔ اس سے آم اور انگور کی فصل پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح نظریاتی طور پر جب سر سید، عبداللہ چکڑالوی، پرویز، امین احسن اصلاحی اور دیگر ان کے رفقا و تلامذہ ایک ہی ہیں، ان کا دبستانِ فکر ایک، ان کے سوچنے سمجھنے کا معیار ایک اور ان کے فکر و نظر کا زاویہ ایک ہے تو پھر نتائج مختلف کیوں ہوں گے؟ چنانچہ ان سب کے افکار و نظریات کا ایک ہی نتیجہ نکلا ہے اور نکل رہا ہے کہ جو بھی حدیث ان کے ذہنی اختراع، خانہ ساز نظریے اور اپنی عقل نارسا کے خلاف محسوس ہوئی، چاہے وہ روایت و درایت کے لحاظ سے کتنی ہی قوی ہو، اس کا انکار کرنے بلکہ اس کا مذاق اڑانے میں انہیں کوئی تامل اور حجاب نہیں۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری بات کا یقین نہ ہو، تو خود ان حضرات کا اعتراف ملاحظہ ہو:

سرسید کی 'تفسیر القرآن' کا ابھی فوٹو ایڈیشن شائع ہوا ہے، اس کے شروع میں مشہور منکر حدیث پروفیسر رفیع اللہ شہاب کا تعارف ہے ...... اس میں یہ صاحب لکھتے ہیں:

''۱۹۵۰ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ جماعت اسلامی کے لیڈر مولانا امین احسن اصلاحی صاحب میانوالی تشریف لائے ،ان دنوں ان کی کتاب 'تفسیر قرآن' (غالباً یہ مبادیٔ تدبر قرآن ہوگی، ناقل) شائع ہوئی تھی، جس میں قرآنِ مجید کی تفسیر کے اصول بیان کئے گئے تھے۔ جماعت اسلامی کے حلقوں کی جانب سے اس کتاب کی بڑی تعریف کی جارہی تھی۔ اس قسم کی ایک تعریفی مجلس میں جس میں مولانا امین احسن اصلاحی صاحب موجود تھے، راقم نے عرض کیا کہ سرسید احمد خان نے یہی اُصول اپنے رسالہ اصولِ تفسیر میں بیان کئے ہیں۔ اس پر مولانا کا رنگ فق ہوگیا اورفرمایا کہ کیا کسی کے پاس یہ رسالہ موجود ہے۔ راقم نے اثبات میں جواب دیا تو مزید کچھ کہنے کی بجائے خاموش ہوگئے۔'' (مطبوعہ دوست ایسوسی ایٹس ،الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

خود اس گروہ کے اپنے رسالہ اِشراق میں فکرِ پرویز کے عنوان سے ایک سوال اور اس کا جواب شائع ہوا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: غلام احمد پرویز کی فکر کیا ہے......کیا وہ مسلمان ہیں؟

جواب: غلام احمد صاحب پرویز اس دور کی باقیات میں سے ہیں جب جدید سائنس اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اَفکار نے مذہب کو چیلنج کیا تھا اور اس کے نتیجے میں بعض لوگ دین کو قابل قبول بنانے کے لیے دین کی صورت تبدیل کرنے پر راضی ہوگئے تھے۔ پرویز صاحب کے بارے میں یہ بات غلط ہے کہ وہ حدیث کے منکر ہیں۔ حقیقت میں وہ ہر اس بات کے منکر ہیں جو جدید فکری ذہن کو قبول نہیں ہے خواہ وہ قرآن مجید ہی میں کیوں نہ بیان ہوئی ہے۔ جہاں تک ان کے مسلمان ہونے کا تعلق ہے اس سلسلے میں ہم یہی کہتے ہیں کہ کسی عام آدمی یا عالم کا کسی کو غیر مسلم قرار دینا ایک خلافِ دین امر ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دوسرے کو اس کی غلطی بتادیں۔''

(ماہنامہ 'اشراق': مارچ ۱۹۹۹ء، ص ۶۵)

اس سوال جواب سے اس ہم آہنگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جو غامدی اور پرویزی نظریات میں پائی جاتی ہے اور جس کی وضاحت ہم بھی کر رہے ہیں۔ اس میں پرویز صاحب کو منکرِ حدیث ہی ماننے سے انکار نہیں ہے بلکہ انہوں نے جن قرآنی حقائق کا انکار کیا ہے، اس کا اعتراف بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی مسلمانی سے انکار کو خلافِ دین امر بتلایا گیا ہے۔ یہ جواب ان ذہنی تحفظات کا غماز ہے جس کا شکار یہ گروہ اپنے افکار ونظریات کی وجہ سے ہے۔ وہ جانتا ہے کہ پرویز کو منکرِ حدیث ماننے کے بعد، خود ہمارا شمار بھی منکرین حدیث میں ہی ہوگا۔ کیونکہ یہ گروہ بھی منکرین حدیث کی طرح

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ معراجِ جسمانی کا منکر ہے۔

☆ متفق علیہ اور اجماعی حد رجم کا منکر ہے۔

☆ حدِ زنا کے اثبات کیلئے چار گواہوں کے ضروری ہونے کا منکر ہے (جس کا بیان قرآن میں ہے)

☆ عورت کی نصف گواہی کا منکر ہے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کے قریب، آسمان سے نازل ہونے کا منکر ہے۔

☆ ظہورِ مہدی اور خروجِ دجال کا منکر ہے۔

☆ قرآن میں بیان کردہ بہت سے معجزات کا منکر ہے۔

☆ اور صحیحین (بخاری مسلم) کی متعدد روایات کا منکر ہے جن کی صحت پر اُمت کا اتفاق ہے۔جس کی بابت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے :

"......أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتّصل المرفوع صحيح بالقطع وأنهما متواتران إلى مصنفيهما وأنه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين" (حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۱۳۴ مکتبہ سلفیہ، لاہور)

''صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کی بابت محدثین کا اس اَمر پر اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی مرفوع متصل روایات ہیں، وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے مصنّفین تک متواتر ہیں۔ نیز جو شخص ان دونوں کتابوں کی شان گھٹاتا ہے وہ بدعتی ہے اور مؤمنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور رستے کا پیروکار ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ